عنوان

خواجہ غریب نواز کے دیش میں خواجہ کے نقش قدم پر چل کر ہی عزت وعظمت وقیادت نصیب ہوگی

جامع ومرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنز الایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ. (سورہ انفال آیت 60)

ترجمہ: ان کے لئے جتنی قوت ہو سکے تیار رکھو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو تا کہ اس تیاری کے ذریعے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اور جو اُن کے علاوہ ہیں انہیں ڈراؤ، تم انہیں نہیں جانتے اور اللہ انہیں جانتا ہے اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

اس آیت میں قوت سے مراد یہ ہے کہ اسلحے اور آلات کی وہ تمام اقسام کہ جن کے ذریعے دشمن سے جنگ کے دوران قوت حاصل ہو۔ سیاست کی قیادت اور قلم و قرطاس کی طاقت بھی اسی میں شامل ہے. اس سے مراد قلعے اور پناہ گاہ بھی ہیں اور ایک قول کے مطابق رمی یعنی تیر اندازی ہے۔ (خلاصہ تفسیر خازن)

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنی رمی یعنی تیر اندازی بتائے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ)
بات سمجھ میں آگئی کہ فی زمانہ دشمن سے مقابلہ اور اپنے تحفظ و بقا کے لئے جو بھی ذرائع اور طریقے ہو سکتے ہیں سبھی اس تیاری میں داخل ہیں۔ کل کی شب کو نئے سال کی پہلی اور گئے سال کی آخری شب بجیر کا جشن منانے والوں کے لئے بھی خاص پیغام ہے کہ روشن مستقبل کے لئے تیاری ہی کرنا ہے اور ناعزت زندگی کے لئے کچھ گرزنا ہی ہے تو ایسی تیاری کرو جیسی قرآن پاک نے تعلیم دی ہے کہ جب زمانے میں جیسی ضرورت ہے اسی کے مطابق تیاری کرو، تیار رہو۔

اس آیت سے تین باتیں براہ راست معلوم ہوئیں:

1. حق اور تحفظ کی خاطر جہاد کی تیاری بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسبِ موقع یہ تیاری بھی فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو ضروری ہے۔ قلم اور قانون کا جہاد بھی عزت نفس کی خاطر فرض ہے ۔
2. اپنے وجود کی بقا و تحفظ اور عزت نفس کے لئے ہر قانونی اقدام و عمل عبادت ہے تو پھر ایسی عبادت کے اَسباب جمع کرنا بھی عبادت ہے، اس کو یوں سمجھیں کہ گناہ کے اسباب جمع کرنا گناہ ہے جیسے حِج فرض کیلئے سفر کرنا فرض ہے اور چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔
3. ظلم و تشدد پر نڈر ہو جانے والے کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا فرض ہے اور سماجی اقدار کا حصہ ہے جسے برتنا لازم ہے، اسی لئے کافروں کے دل میں رُعب ڈالنے کیلئے غازی اپنی سفید داڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے ورنہ ویسے عام حالات میں سیاہ خضاب ناجائز و گناہ ہے۔

فتح و نصرت کی عظیم تدبیر

معلوم ہوا کہ تلاوت کردہ آیتِ کریمہ فتح و نصرت اور غلبہ و عظمت کی عظیم تدبیر سکھاتی ہے اور اس آیت کی حقانیت سورج کی طرح روشن ہے جیسے آج کے دور میں دیکھ لیں کہ جس ملک کے پاس طاقت و قوت اور اسلحہ و جنگی ساز و سامان کی کثرت ہے اس کا بدترین دشمن بھی اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا جبکہ کمزور ملک پر سب مل کر چڑھ دوڑنے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں، اگر مسلمان مل کر اِس آیت پر عمل کریں تو کیا مجال کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو تنگ کر

سکے۔آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری دنیامیں عزت کی بجائے ذلت اور عظمت کی بجائے حقارت کاجو سامناہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے تیاری کرناتودور کی بات، تیاری کے لئے سوچنا سمجھنا بھی بند کر دیاہے بلکہ بہت سے لوگ تیاری سے یوں روکتے ہیں جیسے گناہ کبیرہ کی تیاری ہونے جارہی ہے حالانکہ گناہ کبیرہ کرنے سے کوئی نہیں روکتا. عزت والی زندگی کے اسباب اور تیاری سے سبھی روکتے ہیں،اپنے بھی اور غیر بھی .

وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ :جواُن کے علاوہ ہیں۔یہاں دوسرے لوگوں سے مراد شرپسند عیسائی،یہودی، مجوسی ہیں اور منافقین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ .تم انہیں نہیں جانتے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور اپنی زبانوں سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے ہیں جبکہ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ اللہ انہیں جانتاہے کہ وہ منافق ہیں. حالانکہ منافقین کے حوالے سے وضاحت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو یہ ہدایت دی ہے کہ عقیدہ یہی ہوناچاہیے کہ کافرومشرک کبھی اپنی سرکشی اور تشدد کی مہلت کو آزادی نہ سمجھ بیٹھیں .

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ.(سورہ انفال آیت 59)

ترجمہ:ہرگز کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ہیں،بیشک وہ(اللہ کو)عاجز نہیں کر سکتے۔

یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ کر قتل ورقید سے بچ گئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے وہ اپنے آپ کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔(تفسیر خازن)

کوئی خود کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے باہر نہ جانے

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو بیماری،مصیبت اور کوئی آفت آنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی توبہ کرتے اور ساری زندگی گناہوں سے دور رہنے اور اطاعت وفرماں برداری میں مصروف رہنے کا عہد کرتے ہیں لیکن جب تندرست ہو جاتے اور مصیبت وآفت سے باہر نکل آتے ہیں تو ان کے دوبارہ وہی پرانے لچھن شروع ہو جاتے ہیں۔انہیں یہ بات اچھی طرح یادرکھ لینی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور پکڑ سے کسی صورت باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر حال میں اور ہر طرح سے پکڑنے پر قادر ہے۔ مسلمان ایسا اعتقاد تو یقینا نہیں رکھتا لیکن عمل کے معاملے میں بہر حال حالت بہتر نہیں۔عمل سے وہ بھی اسی سوچ وفکر کا حامل ہے.

آج کی گفتگو کا موضوع یہ ہے کہ وطن عزیز بھارت میں یا کسی بھی علاقے اور خطے میں عزت کی زندگی بسر کرنے کے لئے عزت وعظمت والے بندوں کے نقش قدم پر چلنا ہوتاہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہر قدم پر ہر جہت سے ہر علاقائی ضرورت اور تقاضا کے مطابق عزت والی زندگی گزارنے کے لئے ایک عظیم ہستی کاتحفہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطافرمایاہے اور ہمارے آقاجناب محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنانائب بناکر ہماری رہنمائی کے لئے بھارت کی سرزمین پر سات سوسال پہلے جسے بھیجاہے اس کا نام پوری دنیاجانتی ہے حضرت خواجہ غریب نواز سید حسن معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان جنھیں بھارت کے لوگ اپنار اجامہاراجہ تسلیم کرتے ہیں اور سلطان الہند پکارتے ہیں.اب سوال یہ ہے کہ ہندو مسلم سکھ عیسائی ہر شہری کاہر دل عزیز بننے کے لئے سلطان الہند نے کون سی تیاری کی اور کون سے فوج سے یہاں کی سرزمین کو فتح کیا،کیسے آپ نے ایک کفرستان کو اسلام شناس بناڈالا تو تاریخ بتاتی ہے کہ آپ نے کردار مصطفی کی تلوار سے اور تعلیمات مصطفی کی فوج سے یہاں کی سرزمین کو فتح کیاہے. معروف مؤرخ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتاہے:

"آپ اجمیر شریف میں گوشہ نشین ہوئے اور ہدایت کے بے شمار چراغ روشن کیے،آپ کے نفس قدسیہ کی برکت سے لوگوں کی بڑی بڑی جماعتیں اسلام میں داخل ہوئیں۔قدیم تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری کی زندگی بڑی سادہ مگر نہایت دلکش تھی،ہندوستان کے سب سے بڑے سیاسی وسماجی اور روحانی انقلاب کا یہ بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں نہایت سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔"

یہ اقتباس بتارہا ہے کہ عطاء رسول کی روحانی عرفانی زندگی اور دلکش شخصیت اپنی جگہ،سادگی میں بھی دلکشی ہوتی ہے اور تکلفات سے خالی زندگی بھی لوگوں کو متاثر کرتی ہے.بظاہر یہ چھوٹی سی چیز بھی ہمارے ارد گرد نظر نہیں آتی جب کہ عزت کی زندگی اور تحفظ کے لئے باقاعدہ ان کے نقش قدم پر چل کر ہی کامیابی حاصل ہوسکتی ہے .

حضرت خواجہ غریب نواز 1141ء میں خراسان کے قصبہ سیتان یا سجستان میں پیدا ہوئے اور 1191ء میں بھارت کے شہر لاہور میں تشریف لائے،اس کے بعد دہلی میں چند دنوں قیام کے بعد بارگاہ رسول سے طے شدہ عمل گاہ اجمیر تشریف لائے.جب آپ لاہور کے قریب تھے تو بھارت سے شہاب الدین محمد غوری کی فوج شکست سے دوچار ہو کر واپس جارہی تھی،کچھ فوجیوں نے مشورہ دیا کہ کفرستان میں یوں بغیر اسلحے کا جانا خطرناک ہے،اس لئے سفر واپسی کر لیناہی عقل مندی ہوگی.خواجہ غریب نواز نے تاریخی جملہ فرمایا کہ "تم اپنے اسلحے اپنے ہتھیار کے بھروسے گئے تھے اور ہم اپنے رب کے بھروسے اس کے رسول کے حکم سے جارہے ہیں،اس لئے ہماری حفاظت کاوہی ذمے دار ہے.ہمیں کوئی خطرہ نہیں ".

ایک وقت ایسا آیا کہ غوری کو اپنی کامیابی اور فتح مندی کے لئے اسی مسافر کی دعاؤں کا سہارا لینا پڑا،ساتھ ہی راجہ پتھورا کی ایک اولاد کے اسلام قبول کر لینے کے بعد راجہ پتھورا نے آپ کو اجمیر نکالا کردینے کی فوجی کوشش شروع کردی تب آپ نے فرمایا کہ "ہم نے خود ہی اسے نکال دیا ہے"آپ کا یہ فیصلہ ہی غوری کی فتح کا سبب بنا .

حضرت خواجہ غریب نواز مبلغ اسلام تھے،داعی دین وسنیت تھے اور عالم دین مدبر تھے اور مسلسل قرآن وسنت پر عمل ہی آپ کی زندگی کا بنیادی ہتھیار تھا،اس لئے آپ نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی البتہ آپ کے ملفوظات کو ہی آپ کی تصانیف سمجھ کر درج ذیل کتابیں آپ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں (1)انیس الارواح(2)رسالہ در کسب فیض(3)دلیل العارفین۔ان چشم کشا ملفوظات کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سلطان الہند عطاء رسول کے نزدیک اہل سلوک کے لئے ہر قسم کے صدری ومعنوی اخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے کیونکہ آپ کے نزدیک تصوف نہ علم ہے نہ رسم بلکہ مشائخ کا ایک خاص اخلاق ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیے۔اخلاق کو جیسے بھی ہم سمجھتے ہیں اور جو مفہوم بھی پڑھ سمجھ رکھا ہے اس سے بلند اخلاق والے تھے سلطان الہند.بس اسی اخلاق نے آپ کو ہر دل عزیز بنایا،اسی اخلاق نے آج تک آپ کی سلطانی باقی رکھی ہے اور برصغیر کے حکمران اپنا سلطان سمجھ کر آپ کی بارگاہ میں روایتی چادر کا نذرانہ پیش کرتے ہیں .

سلطان الہند کا وصال سلطان شمس الدین التمش کے دور میں ہوا،آپ کی تاریخ وفات 6رجب یوم دوشنبہ ہے۔سیر العارفین کے مصنف کا بیان ہے کہ وفات کے وقت سن شریف 97سال تھا۔ولادت کی تاریخ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ ہندوستان میں پچاس سال کی عمر میں تشریف لائے اور چھیالیس سینتالیس سال اجمیر شریف میں داعیانہ اور مبلغانہ زندگی گزاری،اس مدت میں اس اکیلے مرد خدا نے دعوت واصلاح اور تبلیغ وفلاح کا وہ انقلاب برپا کیا کہ 813 سال کے بعد بھی اس کی دعوت واصلاح کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں.

اب یہ سب تاریخ کی باتیں ہیں کہ 1559 میں شہنشاہ اکبر نے یہ علاقہ فتح کر لیا تھا جسے 1770 میں مرہٹوں نے دوبارہ اس پر قابو کر لیا لیکن تاریخ ہند نے یہ دن بھی دیکھ لیا کہ 1818 میں انہی مرہٹوں نے پچاس ہزار روپے میں اجمیر کو برطانوی حکومت کو بیچ دیا پھر یہ برطانوی حکومت کا حصہ بن گیا۔اب یہ سوچنے کا وقت نہیں رہا کہ مرہٹوں نے پیسے لے کر جنگ کیے بغیر اجمیر کو برطانوی حکومت کے حوالے کر دیا،اور انگریز حکومت نے اجمیر کے لئے اتنی بڑی رقم کیوں اور کیسے ادا کر دی. ہمارے لئے تو سوچنے کا وقت یہ ہے کہ جسے ہمارے آقا نے ہندوستان میں دین وسنیت کی دعوت و تبلیغ کا مرکز منتخب کیا،اس کی عزت و عظمت کیسے محفوظ رہے اور اس کی عزت و عظمت کے صدقے ہماری عزت و وقار کیسے محفوظ رہے.

پیغام عمل

اے مسلمان! اگر شاہِ اُمم تیرے ہیں — "یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں"
تیری فطرت میں ہیں گر حُبِ نبی کے جوہر — پھر تو ہر ایک بلندی پہ قدم تیرے ہیں
ہے زمانے میں سدا، عشقِ نبی ہی غالب — اُن کا بَن جا! تو قیادت کے عَلَم تیرے ہیں
حِفظِ ناموسِ رسالت میں اگر موت آئی — حوض کوثر ترا، باغاتِ اِرم تیرے ہیں
ان کی سُنّت کو جو سرمایۂ ہستی کر لے — تخت وتاج و ظفر و دام و درم تیرے ہیں
دل کے پیمانے میں بھر! یادِ نبی کے آنسو — سب بدل جائیں گے خوشیوں سے، جو غم تیرے ہیں
تجھ سے راضی ہیں جو اللہ رسول اے مومن — پھر تو دارین کی عزت کے حرم تیرے ہیں
قولِ رب لکھ گئے کیا خوب، فریدؔی! اقبال — "کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں"
چشتیہ ایوان زندہ ہے — کتابِ سیرتِ خواجہ کا ہر عنوان زندہ ہے
قیامت تک وہ کردار عظیم الشان زندہ ہے — نہ جانے کتنے آئے اور گئے موسم عداوت کے
مگر گلزارِ حق کا وہ گل ریحان زندہ ہے — نہ بھولیں گے کبھی ایمان والے، ان کی قربانی
فصیلِ دل پہ اُن کا پرچمِ احسان زندہ ہے — یہ وہ دہلیز ہے جس پر جھکی رہتی ہے سرداری
فقیری میں شہنشاہی کی ایسی شان زندہ ہے — حکومت آج بھی ہے سرزمین ہند پر اُن کی
عطائے مصطفٰی کا چشتیہ ایوان زندہ ہے — نہیں اُس آستاں پر امتیازِ مذہب وملت
محبت بَٹ رہی ہے عظمتِ انسان زندہ ہے — نبی کے شہر کی خوشبو ہے اجمیری فضاؤں میں
جسے پا کر بہارِ باغِ ہندوستان زندہ ہے — بزرگوں کی عقیدت میں جبینیں جب تلک خم ہیں

زمانے میں ہماری قوم کی پہچان زندہ ہے
عطائے سیدِ کونین کے چشمے ابلتے ہیں

علیِؑ مرتضیٰ کے لال کا فیضان زندہ ہے
حمایت پر سدا ہے ظلِ دستِ مہرباں اُن کا

کہ جس سے ہند کا ہر صاحب ایمان زندہ ہے
سمٹ سکتا ہے اب بھی ظلم کے تالاب کا پانی

سنو اے ظالمو! اب بھی وہی امکان زندہ ہے
عیاں ہیں دامنِ کُہسار میں بطحا کے نظّارے

دلِ اجمیر میں طیبہ کا نخلستان زندہ ہے